



بجرام کو وقت تو نزدیک پیدا ہو گیا اور یہ مندر بنی ہوئی ہے

رجسٹر وائل نمبر ۱۸۲۷

عام چندہ سالانہ پیشگی چار روپے (لکھنؤ)

دار خیابو ہر انگریزی ماہ کی ۶-۳-۲۰۲۷ تا ۲۰۲۸ فاروق



بہار خدافت سلسلہ عالیہ طریقہ کار

ایک نیا دنیا کا علم

Lotarials

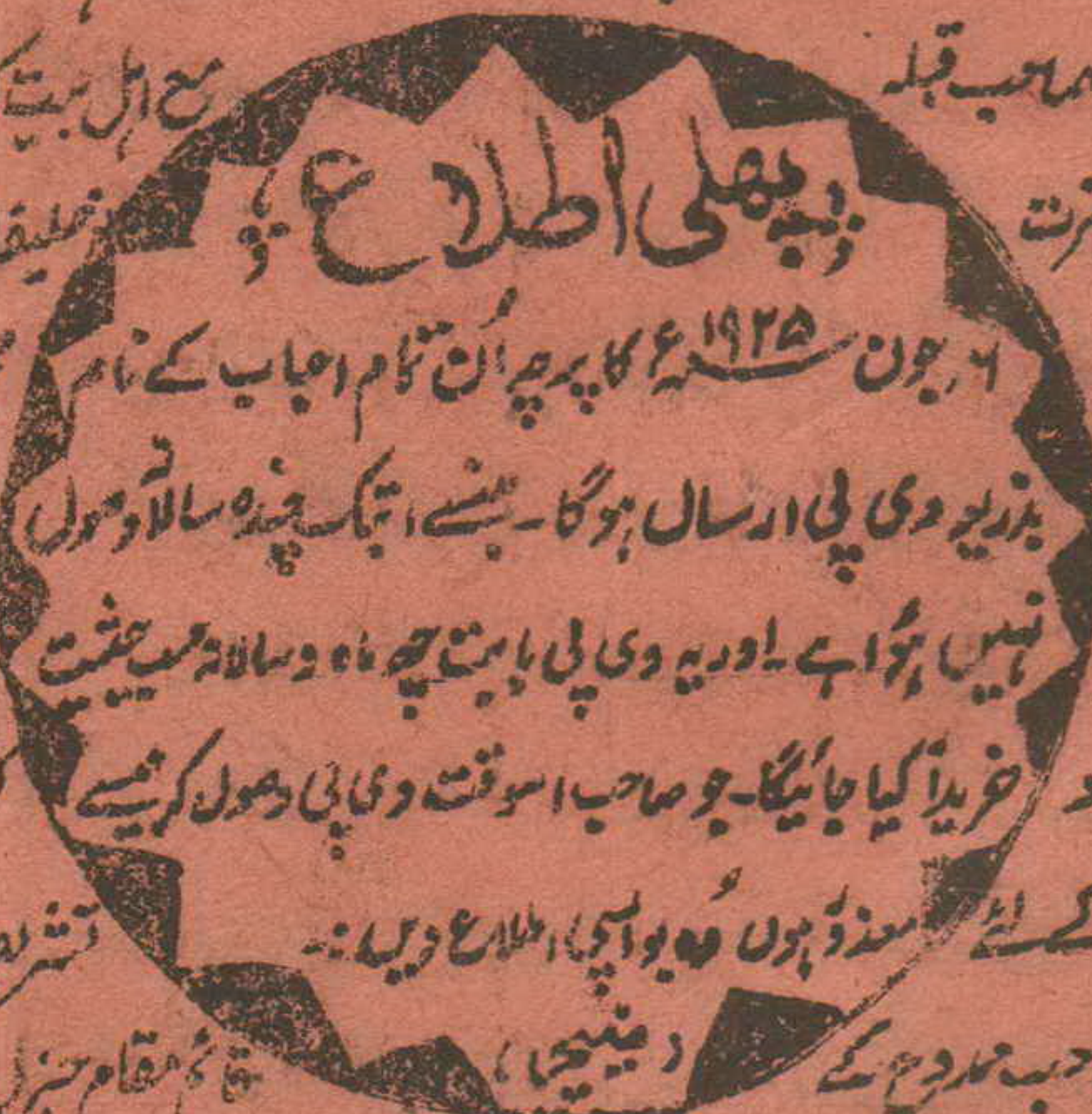
یہ کتاب ادا کر کے دوسو روپے کا چندہ دے دو

جلد (۱۰) مئی ۱۹۲۵ء مطابق ۲۶ شوال ۱۳۴۳ھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ ہمہ نوع خیریت سے ہیں۔
 (۲) خاندان رسالت میں بھی ہر طرح عافیت اور سلامتی ہے۔
 (۳) نواب صاحب قبلہ
 (۴) خاندان حضرت
 (۵) حضرت قبلہ
 (۶) جنرل کمرہ
 (۷) برائیت آباد
 (۸) گزارنے کے لئے
 (۹) مفتی صاحب مدوح کے
 (۱۰) کے لئے



قطرہ تاریخ شہادت مولوی نعمت شاہ شہید کابل

(از مولوی مرزا کبیر الدین احمد صاحب لکھنؤی)

کہ جان اپنی ہر اک جس غرق میں کر دیتا ہوتا
 بسایا کرتا ہے کوئی نہ کوئی روز گورستان
 شہید راہ حق جس مرنوالے کو کہیں انسان
 سبق ہے ایک عرصہ کا وفات نعمت اللہ حقان
 وہ آنکھیں کوئی تھیں جن سے یہ دیکھ گورستان
 معاذ اللہ اور کابل تیرا تار یک وہ زندان
 بعد میں موت نے گھر سے مٹوئی کیا پہناں

۱۹۲۴ء

مجموعہ اولوں کے نام اور دیگر کچھ اور

انتخاب اخبارات

۱۰۰

— مدراس۔ ہائیکورٹ کا ایک بیج ۲۲ دنوں سے بچے آئے پر گزارہ کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میری صحت آگے سے بہتر ہے۔

حال ہی میں ایک ڈاکٹر رابرٹ گامز نے ایک آدمی کا دیکھا ہے جس کی مدد سے پہلے اس شخص اپنے ہاتھ کی ہتھیلی سے سُن سکتے تھے۔

عرب کے صحرائے عظیم میں کئی گرم پانی کے چشمے ہیں۔ ان میں مچھلیاں زندہ رہتی ہیں۔

نارنگہ ویرٹن دیوے نے ہر تالیوں کی جگہ تین ہزار نئے آدمی بھرتی کئے ہیں۔ سواری گاڑیوں کا سلسلہ بدستور قائم ہے۔

فیروز آباد ضلع اگرہ میں گلاس کا ایک بڑا بھاری کارخانہ قائم ہوا ہے۔

اگرچہ میں ایک ڈاکٹر نے ایک کیمرا اور ایک خاص قسم لائٹن کے ذریعہ چوکور فضا کر لیا۔ کیمرا اس پہلو سے لگا رہتا ہے کہ جو ہنسی کوئی شخص رات کو بڑی روم میں داخل ہو۔ فوراً اس کا کیمرا خود بخود دیا جاتا ہے اور لائٹن میں سے لال لال روشنی باہر نکل پڑتی ہے جس سے تمام حالات کا پتہ لگ جاتا ہے۔

ڈو سینے سے بچنے والا بچہ اس حال ہی میں ایک پیرس کے ڈاکٹر نے بنایا ہے۔ یہ ایک گون کی شکل کا ہے۔ اور لٹریچر کے وزنی یا نکل نہیں۔

سنان دہرم کلج لاہور میں سٹن ہاک کے بنیادی پتھر رکھنے کی رسم بروز سنیچر پونے آٹھ بجے ہزاریکسینسی سرسکیم ہلی گورنر پنجاب کے ہاتھوں سے رکھی گئی۔

فرانس کی ایک رہا شدہ نے اپنی ٹانگیں ۱۰ لاکھ ڈالر میں بیہ کرائی ہیں۔

لاہور کے نئے ڈپٹی کمشنر مسٹر اوگلری مقرر ہوئے ہیں۔ جو نہایت شریف اور عربی فارسی زبان سے واقف مدبر افسر ہیں۔

فرانس میں اس وقت ۲۰ لاکھ کنواری عورتوں کو خاوند نہیں ملتے۔

ضلع ایٹھ (دیوبند) کے ایک گاؤں میں ایک عورت کے تین فیروز کے بچے پیدا ہوئے۔ (یہ خبر ایک گپ سی معلوم ہوتی ہے۔ فاروق)

کراچی میں ایک سرکش بکینی کے شیر نے بچہ سے بچہ کال کر ایک ہندو لڑکی کو زخمی کیا ہے۔

ملتان میں ایک عجیب الخلقیت بچہ پیدا ہوا ہے۔ جس کے دوسرے دناک۔ چار آنکھیں۔ اوچار کان ہیں۔

نیپال کے ہمارے صاحب بردہ فردوسی کی بندشوں کے واسطے کوشش کر رہے ہیں۔

اسٹنول (بنگال) میں ایک درخت ۱۰ فٹ اونچا ہے۔ سائیں دانوں کا اندازہ ہے کہ اس درخت کی عمر ۱۰ لاکھ برس کی ہے۔

ایک محاصرہ نے پنجاب کی ایک ریاست کے نہایت دلچسپ حالات شائع کئے ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہاں کتوں کی آرام دہ سائیں کے واسطے ایک دولاکھ مالیت کی عمارت وقف ہے۔ اور ایک انگریز ان کی نگرانی کے لئے مقرر ہے۔ کتوں کے دانت صاف کرنے کے لئے ڈاکٹر مقرر ہیں۔ انھیں گرمیوں میں پہاڑوں پر لے جایا جاتا ہے۔ بجلی اور پشیمے کی روشنی جیتا کی جاتی ہے۔ یہ سب کچھ ٹھیک ہے۔

فاروق مگر ان تہذیب یافتہ کتوں کے لئے گراموفون اور ہارمونیم وغیرہ کا کوئی بندوبست نہیں۔ تاکہ بونیکے سے نجات لیا جائے۔

جاگرت لائل پور اکائیوں کے خلاف مندرجہ ذیل خبر شائع کرتا ہے کہ گلیانا ضلع گجرات میں اکائیوں کا ایک بچہ آیا۔ جس نے درگا کے مندر میں گھنٹس کر پڑ جاری کو دھکے مار کر اور منظر گالیاں سنا کر اور اسے جان سے مار دینے کی دھکیاں دے کر مندر سے باہر نکال دیا۔ اس بچہ کے کو اپنے کپڑے اور کچھ دہرم پستکیں نیز مبلغ پچاس روپیہ جو اس کے استھان میں رکھا تھا۔ لینے کی اجازت نہ دی۔ اور دہرم پستکوں کو بھاڑ بھاڑ کر اٹھ دہرم سالہ میں ہی پاؤں کے تلے روندنا گیا۔ اور جاتے ہوئے چیلنج کرتے گئے کہ جس کسی سرگھسے کو جرأت ہو ہمارے مقابلے میں آئے اور مزہ دیکھ لیوے۔ ہماری شانیت تو نہایت گورنٹ کے ساتھ ہے۔ ہندو لوگ جو کہ تجھ سامان ہیں۔ انھیں ہم اپنے ہاتھوں سے سیدھا کونا ہی دھرم سمجھتے ہیں۔ ہم اس گور ودارہ کے نزدیک کسی قسم کی آدمی کو برداشت نہیں کریں گے۔

بنگال کے دورہ کے بعد ہاتھ کا ندھی اڈیسہ اور بھار کے دورہ میں ایک جینہ خرچ کریں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 مُحَمَّدٌ وَآلُہٗٓ وَسَلَّمَ سَلَامٌ

مَرفُوعٌ

قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۲۵ء

کیا ویدک دھرم عالمگیر مذہب ہو سکتا ہے ؟

(۵)

عالمگیر مذہب کی جس مذہب کے متعلق عالمگیر ہونے کا دعویٰ ہو اس کے دوسری شرط اشد ضروری ہے کہ

اسی اشاعت عام ہو کہ وہ ہر ملک میں پہنچ جائے۔ اور لوگ اس سے یاخبر ہو جائیں۔ کیونکہ جو چیز تمام لوگوں اور

تمام ملکوں کے لئے ہوتی ہے۔ اسکے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اون تک پہنچ تو جائے۔ جن کے لئے وہ ہے۔ جیسا کہ آب و ہوا جو سب کے لئے ہے تو وہ سب ملکوں میں اور سب انسانوں میں پہنچتی ہے۔ ایسا ہی جو مذہب عالمگیر ہے۔ وہ اگر تمام عالم میں پہنچ ہی نہیں۔ اور اس کو ایسے ذریعہ ہی میسر نہ ہوں کہ

وہ سب جگہ پہنچ سکے۔ تو کس طرح مانا جائے۔ کہ وہ عالمگیر مذہب ہے۔ لیکن حیرت اور تعجب کا مقام ہے۔ کہ ویدوں میں یہ شرط بھی صفر کے برابر ہے۔ بقول دیانتدیاں ویدوں کو دو ادب برس دنیا میں رونق افزہ ہوئے ہو چکے ہیں۔ مگر ان کی اشاعت کا یہ حال ہے۔ کہ دوسرے ملکوں کا تو ذکر کیا خود آریہ ورت (ہندوستان) ہی ان سے خالی پڑا ہے اور اریان ویدک دھرم دیانتدوں میں تو ۹۹ فیصدی اس سے جاہل ہیں۔ اور اکثر تو ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے اس کی صورت تک ہی نہیں دیکھی کہ گوری ہے۔ یا کالی۔ کیا ہی عالمگیر مذہب ہے جس کی خبر لوگوں تک نہیں۔ کتنے ویدک سکول ایران میں ہیں۔ کتنے ویدخوان افغانستان میں ہیں۔ کتنے ویدوان عربستان میں ہیں۔ کتنے ملکوں میں یہ دو ادب سال پیرمغان قدمزن ہوا ہے۔

دیانتدیاں نہیں یہ سیدھی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ جو چیز تمام دنیا کیواسطے ہوتی ہے۔ وہ ان تک پہنچتی تو ضروری ہے۔ اگر ان بیمار لوگوں کے نام تک سے آشنائی نہ ہو۔ تو کون بیوقوف یہ کہیگا۔ کہ یہ چیز سب کیواسطے ہے؟ شرم کر دو!

ویدوں کا ترجمہ ہر ملک کی زبان میں اس کی ہدایت کا ترجمہ ہو کہ اہل زبان کے پاس پہنچے جس سے وہ واقف ہو کہ اس پر عمل کر سکیں۔ کیا ویدوں کا کوئی ترجمہ تھے انگریزی۔ اردو۔ عربی۔ گجراتی۔ فرانسیسی۔ تیلگو۔ پشتو۔ روسی۔ افریقی۔ یہ بھی وغیرہ وغیرہ زبانوں میں کر کے ان لوگوں کو پہنچایا ہے؟ ان زبانوں کا تو نام ہی نہ تو ہمیں تو یہ بھی ہمت نہ ہوئی۔ کہ اپنی ملکی زبان میں ہی اس کا ترجمہ کر سکتے۔ مگر کرے کون؟

وہ مردہ زبان جس کی بولی نہ جانتے والا آج جوئے زمین پر ایک متنفس ہی نہیں رہا۔ جو نہ کسی ملک کی مادری زبان نہ کسی حکومت کی دفتری زبان نہ کسی خط کی مندرجہ زبان ہے۔ پھر اس کا ترجمہ کرے۔ تو کون۔ اور کس

زبان میں ترجمہ کرے۔ تو کیسے۔ پھر یہ کہتے شرم نہیں آتی۔ کہ ویدک دھرم عالمگیر مذہب ہے۔ آریہ ہاشوا ذرا ترجمہ کر کے دیکھو تو سہی۔ کہ تمہاری کیا گت بنتی ہے۔ اگر کوئی یورپین ترجمہ کرنا ہے۔ تو اس کو غلط کہہ دیتے ہو۔ اگر کوئی سناتی پنڈت ترجمہ کرے تو اس کی تعلیق کہہ دیتے ہو۔ اگر سائن نے ترجمہ کیا۔ تو وہ غلط۔ اگر مہیدہر نے کیا۔ تو وہ غلط۔ میکس مولر نے کیا۔ تو وہ غلط۔ ولسن نے کیا۔ تو وہ غلط۔ لینگ لوئے نے کیا۔ وہ غلط۔ سٹیونس نے کیا۔ وہ غلط۔ بنفنی نے کیا۔ وہ غلط۔ روتھ نے کیا۔ وہ غلط۔ مسٹر گریفٹ نے کیا۔ وہ غلط۔ مارٹنچمن داس نے کیا۔ وہ غلط۔ صرف ایک صحیح ترجمہ دو ادب سال میں کیا۔ تو دیا تندنے کیا۔ کون دیا تندنے؟ وہی جس نے اپنی دیسی پنڈتوں ٹیولنگ کے پوجاریوں۔ پوری پوجوں۔ بت پرستوں سے وید پڑھا۔ اور وہی پورے چار وید کسی سے نہیں پڑے۔ پھر یہ ویدوں کا ماہر پنڈت کیونکر بن گیا۔ کیا دیا تندنے براہ راست انکی واپو۔ آدیشہ۔ انگرا۔ آپتے فرنی ملہان دید سے وید پڑھے تھے۔ یا برہاجی کی شاگردی اختیار کی تھی۔ یا منوہار راج سے دستار فضیلت بندھوائی تھی؟ آخر تمام سنسکرت دانوں اور مترجان ویدانگلوں اور پچھلوں سے بڑھ کر دیا تندنے کہاں سے وید پڑھ لئے۔ کیا درجہ تندیانا اسکا گورد وید پڑھا گیا تھا؟ اس سے تو چند صرف و نحو کی کتابیں پڑھی تھیں۔ وہ ہی صرف ڈھائی سال کا کورس تھا۔ جو فارغ التحصیل ہو کر چلا آیا۔ پھر بھلا کیوں سائن اور مہیدہر کے ترجمہ غلط ہوں۔ کیا وہ سنسکرت دان نہ تھے۔ کیا وہ دیانتد سے کم علم والے تھے۔ کیا دیا تندن کی حیثیت سے ان کی کم حیثیت تھی؟ اور یہ سب کے فاضلان سنسکرت بھی جاہل ویدوں کے ماننے والے متقدمین بھی جاہل۔ زمانہ حال کے سناتی پنڈت ہی جاہل۔ ایک عالم اگر دو ادب سال میں پیدا ہوا۔ تو کاٹھیاواڑ کا گمنا و نشان گھر سے مفرد۔ یا پاپ کا نا زمان بردار علم و عقل سے کورامول شکر یا دیارام راہ دیال جی جو کبھی

شدھ جیت اور کبھی دیا نہ دے کہیں برپجاری اور کہیں
سینا سی بکر پھر تارہا۔ باقی سبکے سبکے علم ہی تھے۔
انرض ویدوں کی اشاعت قطعاً نہیں ہوئی۔
اور عالمگیر مذہب کی دوسری شرط کہ لوگوں تک اس کی
ہدایت پہنچ جائے۔ اور ہر ملک میں وہ پھیل جائے
دیدک دہرم میں پائی نہیں جاتی۔ اسلئے لالہ دیو کپند
ہوشیار پوری کو بشارت ہو۔ کہ کسی مذہب کو عالمگیر
ہونے سے خارج کہنوالی ان کی پیش کردہ پہلی شرط کہ
”وہ مذہب جو محدود ہے۔ چند کو تلقین کرے
کبھی عالمگیر نہ کیا دم نہیں بھر سکتا“ پورے کمال
کے ساتھ ویدک دہرم میں موجود ہے۔ لہذا ویدک
دہرم عالمگیر مذہب نہیں ہو سکتا۔

ہر سالانہ جلسہ نئی ضرورت

مجلس مشاورت کا اسم فیصلہ

(از محقق دہلوی سکریٹری دعوت و تبلیغ انجمن احمدیہ دہلی)

مجلس مشاورت میں جو اس مرتبہ تجاویز پیش
ہوئی ہیں۔ انہیں سے ایک اہم تجویز یہ ہے۔ کہ ہر سال
سالانہ جلسے کے جائیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہایت ضروری حکم ہے کہ
بکوشیدارے جو ان تابدیں قوت شود پیدا
پس ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ اس بات کی
کوشش کرے کہ جو اس کو نعمت عظمیٰ (احمدیت) ملی ہے
وہ دوسروں تک پہنچا دے۔ اور اس کے واسطے
یہ ضروری ہے۔ کہ علاوہ روزانہ تبلیغ کے ہر سال
ایک شاندار جلسہ کیا جائے۔ سالانہ جلسوں کا جس قدر
سفید اثر ہوتا ہے۔ وہ حسب ذیل مثال سے احباب
کو معلوم ہو سکیگا۔

ایکے دو ایک پورا ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا ایک روایا ہے

مجھے حضور نے دیکھا کہ دہلی میں قفل لگے ہوئے ہیں۔
اس روایا کی تعبیر اول تو یہ ہے کہ۔ ہر طرح کی
سے ۱۹ اپریل تک دہلی کے شہر بھر میں قفل لگے
رہے۔ تمام بازار بند تھے۔ ہر طرف ہڑتال تھی۔
دوسری تعبیر اس روایا کی یہ ہے۔ کہ دہلی والے
دین کی طرف سے بالکل سوئے ہوئے ہیں۔ مگر
احمدیت کی مخالفت کا یہ عالم ہے کہ یہاں حضرات
الارض کی طرح صرف احمدیت کی مخالفت میں متحد
انجمنیں جاری ہو گئی ہیں۔

دہلی کا سالانہ جلسہ { ایلا سالانہ جلسہ دہلی میں
کیا۔ تو دہلی کے علماء و سوادینے اچھے ہتھیار (قوتی)
کفر کو لیکر فوراً میدان میں آ گئے۔ اور شہر بھر میں
ہمارے جلسہ کو خود انہوں نے اپنے ہاتھوں سے
شہرت دی۔ گو اس پہلے جلسہ میں ہم پر لکڑیا برسیں
مگر ہمارے جلسہ کی بنیاد مستحکم ہو گئی۔ اس کے بعد
ہم نے دوسرا جلسہ کیا۔ اور وہ بھی مذاکے فضل سے
نہایت کامیاب جلسہ رہا۔ مگر اس تیسرے جلسہ
سالانہ کی کامیابی اس قدر قابل رشک تھی کہ ہمارے
مخالف بھی بے ساختہ ہمارے جلسہ میں مبارک باد
دینے کو آموجود ہوئے۔

پہلے روز کی کارروائی { ۲۰ فروری ۱۹۲۵ء
چاندی بازار دہلی میں
احمدیہ دہلی کے عین سامنے عظیم الشان احاطہ میں
ایک کانفرنس منعقد کی گئی۔ (جس میں آریوں۔ عیسائیوں
غیر احمدیوں۔ باہیوں۔ نہائیوں اور دیگر مذاہب کو
ایک بڑے پوسٹر کے ذریعہ دعوت دی گئی تھی) مگر
سوائے دو نمائندوں کے اور کوئی نہ آیا۔ ایک تو
عبدالمنح صاحب پیغمبی اور دوسرا احمد علی صاحب
بہائی نے ہمارے مقررہ مضمون نجات پر لیکچر
پڑھا کہ سنایا۔ ان کے بعد ہماری طرف سے عالیجناب
خواجہ جمال الدین صاحب شمس مولوی فاضل سیکھوانی
نے نجات پر مضمون پڑھا جو نہایت دلچسپی کے ساتھ
سامعین نے سنا۔ چونکہ آدمیہ عیسائی۔ سناتیوں

کو بھی وقت دیا گیا تھا۔ اور وہ نہیں آئے۔ اسلئے مقررہ
وقت بچ رہا۔ مگر سامعین پر شمس سیکھوانی نے اپنی سحر
بیانی سے دلوں کو متور کر دینے والی کرنیں ڈال کر مسح کر دیا
تھا۔ اسلئے تمام حاضرین جم کر بیٹھے رہے۔ باوجودیکہ
ہماری طرف سے اعلان کر دیا گیا کہ جلسہ ختم ہو گیا۔
مگر اس اعلان نے صدا بھرا کا کام کیا۔ اور کسی شخص
نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔

کشتہ تیزی ناز دادا کا کوٹ لے تو میں لکھ دوں
نفس پہ بیٹھے حضرت عیسیٰ ناسخ تم کرتے ہیں
مگر چونکہ ہم میں سے پر وگرام کے مطابق کوئی
لیکچر ادا نہیں تھا۔ اور ادھر سامعین جلسہ کو جاری
رہنے پر اسرار کر رہے تھے۔ اسلئے شیر اسلام میر
قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کو زبردستی احباب نے
مجبور کر کے کھڑا کر دیا۔ باوجود عدم طیارہ شیرانگڑائی
لیکچر ایچ پر آکر گرجنے لگا۔ اور فی البدیہ ایک نظم پڑھی
اور اس کے بعد نہائی فتنہ کی ہڈیاں پڑا پڑ چبانی
شروع کر دیں۔ محفوظ الحق علی۔ ہر محمد خان اور احمد علی
بھی جلسہ میں موجود تھے۔ انہوں نے دوران تقریر میں
اٹھ کر بہت کچھ شور مچایا۔ مگر شیر بھرا ہوا تھا۔ اس
نے وہ جھپٹا بیکیری کہ الامان و الحفیظ کی صدا میں ان
تینوں مرتدوں کی طرف سے آنے لگیں۔

وہ یہ بکتے ہی رہے اور اس نے بڑا کربے خطر
کر دیا حملہ لڑائی کے لئے مسد دانہ دار
شیر بھوکا گھس گیا ہو بکریوں میں جس طرح
اس طرح کرنے لگا۔ وہ ان بچاروں کا شکار
اس طرح وہ لڑا ہا تھا شیرانگن شیر دل
داو دیتا تھا۔ اسے مزہ چڑھ کر دوں بار بار
وہ پریشاں ہو گئے اور سب ہراساں ہو گئے
بیچ میں وہ شیر تھا۔ اور ہر طرف تھی مار مار
ایسی حالت میں ہی قوت اس میں وہ پائی گئی
جیسے بجلی کو نہتی ہے۔ اس طرح کرتا تھا دار
مولی کا جبر کی طرح کٹتے تھے بابی اس طرح
لنگر دار الامان میں جیسے کٹتے ہیں خیار
بایوں کی چند ساعت میں ہوئی ترکی تمام
وہ نجات سے ہوئے جلسہ سے آخر کو گزار

سابقہ بانی دہلی میں غلط بیانیوں اور احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے روز بروز غیر احمدیوں میں بمقدور مقبول ہو رہے تھے۔ اس سے زیادہ شیر اسلام نے انکو ذلیل کر دیا۔ باوجودیکہ بانیوں کو شیر اسلام کی تردید کرنے کے واسطے وقت بھی دیا گیا۔ مگر جس طرح شیر کے سامنے گدھا آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ اس طرح شیر اسلام کے دلائل قاطعہ اور برہان ساطعہ کے سامنے انکو ساکت ہونا پڑا۔

دوسرے دن کی کاروائی { ۱۰ بجے سے ۱ بجے } دوں

۹ بجے سے ۱۰ بجے تک مکہ دوہٹا آ دیا تندرست کہنڈن سبھا جناب میر قاسم علی صاحب کا تھا۔ جو اس قدر مفید تھا۔ کہ میرے دوست خان بہادر خواجہ شریف صاحب دہلی کے مشہور ڈاکٹر نے مجھ سے اس امر کی بحد شکایت کی کہ اس قدر عالماہ اور مفید لیکچر کی آپ نے ہمیں اطلاع نہ دی۔ آپکو چاہیے تھا کہ تمام مسلمانان دہلی کو خاص دعوتی خطوط کے ذریعہ بلا تے۔ میں نے کہا کہ یہ ہمارا مذہبی جلسہ ہے۔ ممکن ہے۔ کہ شہر کے اکابرین تشریف نہ لائیں۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ اسمیں ایسی کوشی مذہبی بات کہی ہوئی ہے۔ جو لوگوں کو دس لگی۔ فاضل لیکچر نے وہ بات بتائی ہے۔ جس پر مسلمانوں کی موت اور نیست کا اخصار ہے۔ غرض کہ ہر طرف سے داد تحسین و آفرین کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ یہ لیکچر بحد مقبول ہوا۔ اور باوجودیکہ عمرہ وقت نہ ہونے کے سامعین کی خاص حاضری تھی۔

شمس سیکھوانی کی ضیائی { ۱ بجے سے ۱۰ بجے } حضرت

مولانا جلال الدین صاحب کا نزول میچ پر لیکچر تھا۔ لیکچر کیا تھا معلومات اور انگشت فائنت جدیدہ نزول احوال قرار ہے تھے۔ چند متصوبوں نے لیکچر کی سحر بیانی کا اثر لوگوں پر ہوتا ہوا دیکھ کر دہرا ان لیکچر میں اودھک شہادت کرنی چاہی۔ مگر صدر جلسہ نے فوراً ان تشریروں کو روک دیا۔ اسکے بعد پروفیسر شریعت

مولوی غلام حسین صاحب بھیروی احمدی سابق شیعہ کا لیکچر مہدی موعود از کتب خیمہ پر ہوا۔ جس میں متعدد شیعہ حضرات بھی موجود تھے۔ یہ لیکچر بھی کامیاب رہا۔ ۳ بجے سے صوفی عبدالرحیم صاحب احمدی ایشیلسٹ آف بہائی ازم کا لیکچر "بانی اور بہائی مذہب کی شریعت جدیدہ اور بہار اللہ کا دعویٰ الوہیت" پر ہوا۔ فاضل لیکچر نے لیکچر کیا دیا۔ بہائی مذہب کے شجرہ خیمہ کے پتے پتے اور ٹہنی ٹہنی پر گلہارا بجا کر بانی درخت کو ٹنڈ بنا کر کھڑا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ صوفی صاحب موصوف پر بحد اپنی برکات نازل کرے آپ گورنمنٹ آف انڈیا میں ٹائپرٹ ہیں۔ مگر بہائی مذہب سے اتنی اچھی واقفیت رکھتے ہیں کہ جو واقفیت کا حق ہے۔

مسح موعود کا شیر برہا دارالامان میں

جب جناب حافظ روشن علی صاحب لیکچر دینے کھڑے ہوئے تو بے ساختہ ایک احمدی نے خوش میں پکارا۔ کہ لوگوں کو چاہیے ہو کہ سنو۔ حضرت مسیح موعود کا شیر بر آگیا اور یہ سچ ہی ہے۔ کہ حضرت مولوی حافظ روشن علی صاحب کی بحد تعریف کی جائے تھوڑی ہے غے

ذیب دیتا ہے اسے بحد اچھا کہیئے ۱۰ بجے سے اسلام ہی زندہ اور کامل مذہب ہے" پر حضرت حافظ روشن علی صاحب کا لیکچر تھا۔ حافظ صاحب اس سے پہلے دو سال تک تشریف لا کر اپنی سحر بیانی کا سکھ دہلی والوں کے دل و نہر بٹھا چکے ہیں۔ اسلئے قریباً تین ہزار آدمی آپ کے لیکچر میں موجود تھے۔ اللہ کی راہ سے روکنے والے کثرت سے دروازہ پر کھڑے ہوئے لوگوں کو روک رہے تھے۔ اور جگہ جگہ کفر کے فتوے چھپان کر رہے تھے۔ مگر اہل دہلی کشان کشان اور جوق جوق کچے چلے آ رہے تھے۔ بقول شخصے کہ

شوق دیدار چہ قائم نہا انشا اللہ کچھ دھانگے سے ہی سرکار بند ہے آئنگے

جب کہ وہ اسلام میں وہ خاص ٹرپائیٹنگ بن بلائے مرے گھر آپ چلے آئینگے۔ اکثر اصحاب کی اس پڑاثر لیکچر سے یہ حالت ہو رہی تھی۔ کہ آنکھیں گریاں اور دل بریاں نظر آ رہے تھے۔ فاضل لیکچر نے اپنی درافتائی اور جادو بیانی سے لوگوں کے دل چھین لئے۔ ہر طرف سے سبحان اللہ جزاک اللہ۔ بارک اللہ کے نعرے بلند تھے۔ اور ساتھ ہی سامعین حیران تھے۔ کہ کیا یہی ہیں وہ لوگ جن کو خارج از اسلام اور دشمن ایمان کہا جاتا ہے۔ اگر یہ کافر ہیں۔ تو ابھی پھر دنیا میں مسلمان کون ہے؟

حضرت ۱۰ بجے سے ۱ بجے غیر احمدیوں سے میا آدمیوں کے لئے خاص

طور پر مناظرہ کے واسطے پر دگر ام میں وقت شائع کر دیا گیا تھا۔ مگر ہیبت حق سے کوئی آریہ نہ آیا اس لئے بقیہ وقت مدعی امامت مولوی عبدالوہاب کے شاگردوں کو خاتم البیتین پر مباحثہ کے واسطے انکے بحد اصرار کر نیسے دیدیا گیا۔ ہماری طرف سے رئیس المناظرین فاضل سیکھوانی تھے۔ جنھوں نے مخالف کے تمام اعتراضات کو خاک میں ملا دیا۔ اور اب پر ہمارے دلائل کا زور دار ہونا اور مخالف کا کمزور ہونا بین طور پر ظاہر ہو گیا۔

تیسرے روز کی کاروائی { ۱ بجے سے ۱۰ بجے }

مقدس کا مقابلہ آدمیوں سے تھا۔ مگر ہمارے آریہ دوست ایسے موقع پر ہمیشہ کتنی کترا جاتے ہیں۔ باوجودیکہ آریہ مسافر کے ایڈیٹر مارٹر لکھن جگہ گاہ سے چند ہی قدم کے فاصلہ پر تھے۔ سواری شہر ہانڈ بھی دہلی میں برا جان تھے۔ پنڈت راجندر صاحب کو خاص طور پر خط کے ذریعہ اور پوسٹر کے ذریعہ دعوت دی گئی تھی۔ گز بھری زبان رکھنے والے جہاں شہ دھرم بکشت اور عربی دستکرت میں اپنا ثانی نہ رکھنے کا دعویٰ کر نیوالے پنڈت کا لیچن ہی اتفاق سے دہلی میں موجود تھے۔ مگر سب کو سناپ دیتا سو گھر گئے۔

شیر اسلام جناب میر قاسم علی صاحب نے معین کو چھپا ہوا پروگرام مطالعہ کرنے کی طرف توجہ دلا کر فرمایا کہ ہماری طرف سے آیوں کو خاص طور پر دعوت دی گئی۔ مگر وہ پھر بھی میدان میں نہیں نکلتے۔ اور جب ہم لوگ چلے جائیں گے۔ تو پھر آریہ ہاشمی خم ٹھونک کر مچھپوں پرتاؤ دیکھ اپنی سورما کی بھاریگو اب ہم مجبور ہیں۔ اسلئے انتظار بسیار کے بعد مولانا جلال الدین صاحب حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر حسب پروگرام تقریر شروع فرماتے ہیں۔ چنانچہ مولانا جلال الدین صاحب نے تقریر شروع کر دی۔ کچھ دیر کے بعد سامعین میں ایک خاص قسم کی ہل چل محسوس ہوئی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آیوں نے یہ خبر مشہور کرادی ہے۔ کہ ہم احمدیوں سے لڑائی کرینگے۔ اور ادھکا تمام جلسہ درہم برہم کر دیں گے۔ ہم لوگوں پر اس خبر کا کیا اثر ہو سکتا تھا۔ مگر غیر احمدی دوستوں نے آپس میں باتیں کرنی شروع کر دیں۔ کہ اگر آریہ ان پر چڑھ کر آئے۔ تو ہم احمدیوں کی طرف سے لڑیں گے۔ مولانا جلال الدین کا لیکچر اانچے ختم ہوا۔ اور آج کا پہلا اجلاس پروگرام کے مطابق ختم ہو گیا۔ تمام احمدی جلسہ گاہ سے کھانا کھانے چلے گئے۔ اب دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر ۲ بجے سے شروع ہوتا تھا۔ مگر غیر احمدی ہمارے پنڈال میں موجود ہی رہے اور طرح طرح کے منصوبے کرتے رہے۔

۲ بجے مولوی عمر الدین صاحب آیوں کی پوشا کے بعد تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد سکھ مذہب اور اسلام کا تعلق پر لیکچر شروع کر دیا۔ لیکچر دلچسپ تھا۔ دوسرے اس آیوں کی خبر نے مسلمانوں کو کثرت سے بلایا تھا۔ اتنے میں دیکھتے کیا ہیں۔ کہ پانچ چھ سو کے قریب آریہ نوجوان جنہیں اکثر لکڑیوں سے مسلح تھے ہمارے پنڈال میں گھس آئے۔ منتظرین جلسہ نے ان کی پورے طور پر آؤ سبک کی۔ اور خاص طور پر انکو شیخ کے سامنے جگہ دی۔ مسلمان جو پہلے سے تمام

جلسہ گاہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ خود ایک طرف سمٹ کر بیٹھ گئے۔ اتنے مولوی عمر الدین صاحب کا لیکچر ختم ہوا۔ چونکہ پروگرام میں صرف دو لیکچر تھے۔ مناظرہ کا کوئی اعلان نہ تھا۔ نہ خاص طور پر مباحثہ کا وقت دیا گیا تھا۔ اسلئے مولوی عمر الدین صاحب نے آریہ دوستوں سے دریافت کیا کہ کیا آپ صاحبان میر قاسم علی صاحب کا لیکچر باقی آریہ سماج کی زندگی بھلی کی روشنی میں سننے کے واسطے تشریف لائے ہیں۔ یا اور کسی غرض سے۔ آیوں نے کہا۔ کہ مناظرہ کی واسطے آئے ہیں۔ مولوی عمر الدین صاحب نے مصلحتاً پروگرام کے خلاف انکو وقت دیا۔ کیونکہ ان کی نیت ہم لوگوں کو پہلے سے معلوم ہو چکی تھی۔ آیوں نے کہا کہ پنڈت راجندر ابھی آتے ہیں۔ آپ پانچ منٹ انکا انتظار کریں۔ جب پانچ منٹ گزر گئے تو آیوں سے پھر کہا گیا۔ کہ جناب ۵ منٹ گزر گئے۔ اب فرمائیے۔ انہوں نے کہا۔

کہ دس منٹ اور دیجئے۔ ہماری طرف سے پھر منظور کر لیا گیا۔ وہ دس منٹ بھی گزر گئے پھر پندرہ منٹ انہوں نے طلب کئے۔ اور پھر وہ بھی منظور کئے۔ مگر پنڈت راجندر جی تشریف نہ لائے۔

اسلئے آیوں نے کہا۔ کہ میر قاسم علی صاحب جب پروگرام اپنا لیکچر شروع کر دیں۔ بعد لیکچر ہم مناظرہ کرینگے۔ چنانچہ میر قاسم علی صاحب نے لیکچر شروع کر دیا۔ لیکچر کیا تھا ایک گن شین تھی جس کا ہر لفظ تاریخی اور ہر جملہ مرہم کا کام کر رہا تھا۔ آیوں نے دوران لیکچر میں متعدد مرتبہ کہنڈت ڈالنی چاہی کوئی کہتا تھا کہ حوالہ دکھاؤ۔ کوئی کہتا تھا کہ چور ہونا کسی نے نہیں لکھا۔ غرضیکہ طرح طرح کے مطالبات ہو رہے تھے۔ مگر فاضل لیکچر ارگیا گویاں نہیں کھپا کرتا۔ جو کچھ کہتا تھا۔ اسکا ثبوت دستاویزی رکھتا تھا۔ جس کو دیکھ کر آیوں کی تمام امیدوں پر بجلی گر کر جاتی تھی۔ بالآخر مجبور ہو کر تمام آریہ اٹھ بیٹھے۔ کہ ہم لیکچر نہیں سننے عین مناظرہ کے وقت آجائینگے مگر یہاں تمام لیکچر ختم ہو چکا تھا۔ غیر احمدی اصحاب

لیکچر ار کے ہاتھ جو منے اور معافی کرنے اور معاف کرنے کو جوش عقیدت میں دوڑ پڑے۔ اور ہر شخص تشریف کے بل باندھ رہا تھا۔ آج دہلی بھر میں بھلی کی طرح اس لیکچر کی دہوم پگ گئی۔ اسوقت کو غنیمت جانکر آریہ تو فوجیکہ ہرٹے اور شام کو بعد مغرب

فاتح امریکہ دہلی میں بہت کثرت سے جلسہ میں لوگ شریک ہوئے۔ آج پہلا لیکچر حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کا تھا۔ جو وقت حضرت مفتی صاحب امریکہ سے تشریف لائے تھے دہلی میں خاص طور پر جناب کو ٹھہرایا گیا تھا۔ اور بڑے بڑے پوسٹروں کے ذریعہ جناب کے استقبال کی طیاری ہوئی۔ پھر اسی شاندار طریقہ سے جناب کے لیکچر کا اعلان کیا گیا۔ مگر اسقدر سخت بارش ہوئی۔ کہ لیکچر مقررہ جگہ پر نہ ہو سکا۔ اور اہل دہلی آپ کے لیکچر سے تشنہ کام رہ گئے۔ اسلئے اسوقت پر مفتی صاحب کا لیکچر سننے کی واسطے دہلی کے خاص لوگ تشریف لائے۔

حضرت مفتی صاحب کا طرز بیان مخصوص اذیتناں ہے۔ جس کی تعریف میں کچھ لکھنا آفتاب کی تعریف میں چراغ پیش کرنا بالامضمون ہے۔

انہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی اسلئے میں صرف اسقدر کہنا کافی سمجھتا ہوں۔ کہ اس لیکچر نے سلسلہ احمدیہ کی فتح و نصرت جو غیر مالک میں ہو رہی ہے۔ غیر احمدیوں کے دلوں میں جاگزیں کر دی۔ ایک بد بخت بعد لیکچر کے کھڑا ہو کر اعتراض کرنے لگا۔ مگر چونکہ صدر جلسہ شیر اسلام تھا۔ جس نے گرج کر معترض سے کہا۔ کہ تم اس کے بالمقابل امریکہ میں نصف ہی کامیابی حاصل کر لو گے۔ تو پھر ہمارے مقابلہ میں کھڑے ہو کر کچھ کہنے کے قابل ہو سکو گے۔ دوسرے سامعین معترض کو لعنت ملامت کرنے لگے۔ کہ کم بخت اس میں اعتراض کرنے کی کونسی جگہ ہے۔

خاتم النبیین کی فضیلت بعد حضرت حافظ روشن علی صاحب کا لیکچر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت پر تھا۔ لیکچر کیا دیا۔ حافظ صاحب نے سامعین پر

امریکہ کا پیام اہل دہلی کے نام لیکچر

ڈاکٹر مفتی محمد صاف صاحب احمدی مسلم مشنری بوقتہ

سالانہ جلسہ احمدیہ دہلی واقعہ یکم مئی ۱۹۲۵ء

امریکہ سے میری مراد صوبہ بابت متحدہ امریکہ ہے۔ جو ملک صرف براعظم امریکہ میں بلکہ فی زمانہ بحفاظت حریت ایجادات۔ ترقی سائنس اور تجارت و اموال دنیا میں سب سے بڑا ہوا ہے۔ میں چار سال امریکہ میں رہا۔ سب سے پہلا اسلامی مشن وہاں قائم کیا۔ دو مساجد بنائیں۔ مشن کی شاخیں مختلف شہروں میں قائم کیں۔ ایک سہ ماہی رسالہ تائید اسلام میں جاری کیا۔ اور قریباً سو عیسائی عاجز کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ جن کے پڑانے اور نئے نام اون ریاستوں کے ناموں کے ساتھ جن میں وہ رہتے ہیں۔ بعض کی تصاویر کے رسالہ شمس الاسلام میں درج ہیں۔ اور ان کی تعداد اب وہاں میرے جانشین مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کے زیر تبلیغ ایک ہزار سے زائد ہو چکی ہے۔

اہل امریکہ نے اتنی جلد اور ایسے اخلاص کے ساتھ اسلام کو کیوں قبول کیا؟ اس کا سبب میری کسی لیاقت اور ہمت میں نہیں۔ میں ایک کمزور اور گنہگار انسان ہوں۔

میں نہیں کہتا کہ میری جاں ہو سب سے پاک تر میں نہیں کہتا کہ یہ میرے عمل کی ہیں ثمار بلکہ اہل امریکہ کی حق پسندی۔ تلاش صداقت اور وعایت میں ہے۔ اور اس زمانہ میں خدا سے علیم و خیر سے ایک خبر پانے والے کی آواز میں ہے۔ میں نے آج سے کئی سال پہلے باور بند دنیا میں مشہر کیا۔

کہ چونکہ حافظ صاحب کے تمام لیکچر احمدیت سے تعلق نہیں رکھتے۔ اس لئے زیادہ مقبول ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے اس خیال کا قلع قمع اس لیکچر نے باطن و جوارہ کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ حافظ صاحب کا ایسا کوئی لیکچر نہیں ہوتا۔ کہ جس میں احمدیت کی تبلیغ نہ ہو۔ مگر ہم پر وگرام بنانیوالے خاص طور پر حافظ صاحب کے واسطے ایسے ہی موضوع مقرر کرتے رہے۔ اور اس لیکچر کو ہتے آخر میں اسی واسطے رکھا تھا۔ کہ اگر جھگڑا ہو تو جلسہ ختم ہونے کے بعد ہو۔ مگر شاباش ہے حافظ صاحب کے طرز بیان کو

طرز آرائش گیسو بونگالی سونئی جو گرہ زلف گرہ گیر میں ڈالی سونئی
سبحان اللہ سبحان اللہ اس خوبی سے آپ نے احمدیت ہی عین اسلام ہے ثابت کیا۔ کہ ہر شخص بہت ہو کر لیکچر کے منہ کو دیکھتا۔ اور ہونٹ چاٹتا رہ گیا۔ ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک اسلامی جہاد اور ویدکا یہ پر مناظرہ کا اعلان کیا گیا تھا۔ مگر کوئی آریہ دعوت یدہ کرنے کے واسطے نہ تشریف لایا۔ اس لئے ۹ بجے ۱۲ مئی کی شب کو چار روز کے بعد تیسرا سالانہ جلسہ بعد دعا کے ختم ہوا۔

اس طریقہ سے احمدیت کی خاص طور پر تبلیغ ہو گئی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیوار کے مطابق دہلی میں قتل بدستور میں اس لئے دہلی میں ایک مشعل لا بیری قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

باہر والے احباب اگر ہمت کر کے دہلی والوں کا ہاتھ بٹائیں۔ تو اس مقفل دار السلطنت کو کچھ فائدہ ہو سکتا ہے۔

اس جلسہ میں جماعت احمدیہ شملہ نے چندہ دینے اور انتظام کرنے میں بڑی زبردست ہمت کی تھی۔ ورنہ ہم احمدیان دہلی کے بل بوتہ کا یہ تمنا کام نہ تھا۔ اس لئے یہ جلسہ انجمن احمدیہ دہلی اور انجمن احمدیہ شملہ کا مشترکہ سمجھنا چاہیئے۔

والسلام

موتیوں کی پارس کر دی۔ حاضرین جلسہ رونے لگے۔ اور ایک خاص حالت پیدا کر دی۔ جو دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی تھی۔

آخری دن کی کاروائی ۱۰ بجے تک

فلکدار شہین کی فضیلت پر پروفیسر شیعات مولوی خادم حسین صاحب کا لیکچر تھا۔ مگر حاضرین کی تعداد کم تھی۔ ۱۰ بجے سے وفات مسیح پر ہمارے دہلی کے ایک صالح نوجوان منشی عبدالحمید صاحب کا لیکچر تھا جس پر چند طالب علم کھڑے ہو کر درمیان میں ہی اعتراض کرنے لگے۔ چونکہ اس وقت صدر جلسہ ہمارے ڈاکٹر ساجد حسین صاحب تھے۔ جو امن قائم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس لئے ہنے صدر کو فوراً تبدیل کر کے مولانا جلال الدین صاحب کو بٹھا دیا۔ جنہوں نے جلسہ پر قابو پالیا۔ مگر صدر تبدیل کرنے سے ہمیں بھی رنج ہوا۔ اور حاضرین پر بھی بڑا اثر پڑا۔ اس لئے میں احمدی احباب کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جلسہ کا صدر ہمیشہ زبردست مقرر کرنا چاہیئے۔ جو ہم اور لباس۔ صورت و شکل اور تقریر میں بھی اچھا ہو۔ صدر مقرر کرنے میں ہرگز بے پرواہی نہ برتی جائے دوسرا اجلاس ۲ بجے شروع ہوا۔ نیوگ کی حقیقت پر شبیر اسلام میر قاسم علی صاحب کی تقریر تھی حاضرین کی تعداد بھی خاصی ہو گئی۔ اور لیکچر بھی دہلی والوں کو بہت پسند آیا۔ کیونکہ ان کے مذاق کے مطابق تھا۔ ۳ بجے سے مولانا جلال الدین صاحب کا لیکچر تھا جس کا موضوع اسلام ہی عالم گیر مذہب ہے۔ تاہم لیکچر بڑا فاصلہ تھا۔ اکثر غیر احمدی پرسنل اور کاغذ پرائے ہوئے لیکچر کے نوٹ لے رہے تھے۔

تیسرا اجلاس ۵ بجے سے بعد منہج کے شروع ہوا۔ اور یہ لیکچر علامہ دہر حضرت حافظ روشن علی صاحب کا تھا۔ جناب حافظ صاحب کا طرز بیان اور فراست قرآن دہلی والوں کو بہت ہی پسند ہے۔ اس لئے آپ کے لیکچر میں خصوصیت سے بہت زیادہ لوگ جمع ہو جاتے تھے۔ مگر ہم لوگوں کا یہ گمان تھا

امریکہ جانے کا حکم { لنڈن میں مجھے جب حضرت

کا تار امریکہ جانے کے واسطے ملا۔ تو اس وقت مجھے پاسپورٹ کے معاملے میں بھی مشکلات ہوئے۔ لیکن مجھے بعد وصالے استخارہ مسنونہ ایک روایہ میں یہ دکھایا گیا کہ میں امریکہ میں ہوں۔ ایک ہال میں دین اسلام کی خوبیوں پر مینے لیکچر دیا۔ خاتمہ لیکچر پر مینے سامعین کے سوالات کے جواب دیئے۔ اس کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ سب لوگ چلے گئے۔ لیکن ایک بیڈی کوٹنے میں بیٹھی رہی۔ میں اس بیڈی کی طرف بڑھا۔ اور مینے اس سے کہا۔ میڈم لیکچر تو ختم ہو گیا اور سب اصحاب چلے گئے۔ اب آپ یہاں کیوں بیٹھی ہیں۔ اُس نے جواب دیا۔ آپ کا لیکچر مجھے پسند آیا۔ اسلام کی جو خوبیاں آپ نے بیان کیں۔ وہ میرے دل میں کھب گئیں۔ اگر آپ مجھے داخل اسلام کر سکتے ہیں۔ تو میں مسلمان ہونے کو طیار ہوں۔ مینے کہا۔ بخوشی۔ تب مینے اُسے کلمہ شہادت پڑھایا۔ اور طریقہ سلسلہ احمدیہ کے مطابق اُس سے بیعت لی۔ جس کی اجازت مجھے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی طرف سے حاصل ہے۔ اور ایک چھپی ہوئی فارم پر اس سے دستخط لئے۔ اور اسکا اسلامی نام **محمد مصطفیٰ** رکھا۔ اسپر میں بیدار ہوا۔ اور یہ روایہ مینے اپنے رفیق مسٹر تیرکسٹن یا جو میری مشابہت کیوں واسطے نورپول تک میرے ساتھ گئے تھے۔ اس روایہ سے مجھے انشراح ہوا۔ کہ میرا امریکہ جانا مقدر ہو چکا ہے۔ اور وہاں کوئی ایک دو مہینے میری انتظار میں بیٹھی ہیں۔ کہ میں وہاں پہنچوں۔ اور انہیں دین اسلام میں داخل کر دوں۔

امریکہ کے داخلہ میں { اسکے بعد مجھے کئی ایک مصائب اور

مشکلات کا مقابلہ { ابتداء اس راستہ میں پیش آئے لیکن ہر

میدان میں اللہ تعالیٰ نے مجھے کامیابی عطا فرمائی۔ ان میں سے ایک بڑا ابتداء یہ تھا کہ جب میں ساحل

امریکہ پہنچا۔ تو افسران حکم **سکاٹس** کیواسطے یہ بالکل پہلا موقع تھا کہ ایک اسلامی مشنری ان کے ملک میں داخل ہوتا ہے۔ وہ کچھ فیصلہ نہ کر سکے۔ کہ مجھے داخلہ ملک کی اجازت دینی چاہیئے یا نہ دینی چاہیئے۔ کبھی تردد و دواج کا سوال پیش کرتے۔ کہ تم اہل امریکہ کو بہت سی بیویاں کرنے کی تعلیم دو گے۔ کبھی پوچھتے تھو کہ خرچ کون دیگا۔ مینے انکو تشفی دلائی۔ کہ دین اسلام میں فطرتی ضرورتوں کیواسطے تعدد از دواج کی اجازت ہے۔ مگر یہ حکم نہیں۔ علم کا مانتا ضروری ہوتا ہے۔ اجازت کو ترک کرنے میں حرج نہیں۔ اور میرا خرچ ہندوستان سے آئیگا۔ امریکہ پر اسکا وجہ نہ ہوگا۔ باوجود اس تشریح وغیرہ کے ان کی تشفی نہ ہوئی۔ اور انہوں نے آخری فیصلہ ہی دیا۔ کہ آپ کو اس ملک میں داخلہ کی اجازت نہیں۔ آپ جس جہاز پر آئے ہیں۔ اسی پر واپس چلے جائیں۔ وہی کا خرچ آپ سے نہ لیا جائیگا۔

چونکہ ان بشارات کی بنیاد پر جو مجھے پہلے سے ہوئی تھیں۔ یہ یقین ہو چکا تھا۔ کہ میں نے ہر حال ملک میں داخل ہونا ہے۔ اور کام کرتا ہے۔ اور فاطمہ مصطفیٰ جیسی روحیں میرے انتظار میں ہیں۔ اسواسطے مینے افسروں کا حکم ماننے سے انکار کیا۔ اور انہیں کہا۔ کہ تم غلطی پر ہو۔ کیا تمہارا کوئی اعلیٰ افسر نہیں جس کے پاس میں تمہارے فیصلہ کے خلاف اپیل کر دوں۔ اور داد چاہوں۔ تب انہوں نے مجھے خبر کی۔ کہ ہاں ہمارے بڑے افسر اس ملک کے دارالخلافہ شہر واشنگٹن میں رہتے ہیں۔ آپ وہاں اپیل کریں۔ اگر وہاں سے آپ کی اپیل منظور ہوئی۔ تو آپ داخل ملک ہو سکتے ہیں۔

داخلہ امریکہ کی اپیل { اسپر میں نے اُن سے واشنگٹن جانیکی اجازت

چاہی۔ پرا انہوں نے کہا نہیں۔ آپ اپیل پر سوا نہیں ہو سکتے۔ آپ اپنی اپیل صرف بذریعہ خط ہیج سکتے ہیں۔ یا بذریعہ خط کسی وکیل کو اپنا تمنا کر کے وہاں بھیج سکتے ہیں۔ اور جب تک اس اپیل کا فیصلہ نہ ہو۔

آپ کو ڈی ٹینشن ہوس میں رہنا ہوگا۔ جو سمندر کے کنارے پر ایک مکان اس غرض کیواسطے بنایا ہوا ہے۔ اس کے دروازے بند رہتے ہیں۔ کھانے پینے کیواسطے اندر ایک دوکان ہے۔ آپ کو اجازت نہ ہوگی۔ کہ آپ اس مکان سے نکل کر شہر کے اندر جائیں۔ یا اپنے کمرے سے نکل کر دوسروں کے کمروں میں داخل ہوں۔ یہ زندگی ایک تنگ اور تلخ زندگی نظر آتی تھی۔ پر مینے اس سے واپسی کی ناکامی پر ترجیح دی۔ اور دینی خدمت کا دروازہ کھلنے کی امید پر میں اس بند خانہ میں داخل ہوا۔ اور اپنی اپیل بذریعہ تحریر اور تلخوات (تار) واشنگٹن روانہ کی۔

اہل امریکہ کا ہمارا خانہ { وہ بند خانہ جس میں مجھے ایک بالافانہ میں مجھے جگہ دی گئی۔ جس میں مجھ سے قبل چار پانچ اور نوجوان مختلف ملکوں کے رہنے والے تھے۔ جن کے پاس کوئی پاسپورٹ نہ تھا۔ یا ان کے پاسپورٹوں میں کچھ نقص تھا۔ اور ان کے کاغذات آخری فیصلہ کے واسطے واشنگٹن گئے ہوئے تھے۔ اُس کمرے میں ہر ایک کے واسطے ایک چار پائی تھی۔ اور بیٹھنے کے لئے چند ایک سٹوں تھے۔ مجھے اسکے علاوہ ایک کرسی اور ایک میز دی گئی۔ وہ نوجوان دن بھر تاش یا گنچہ یا شطرنج یا ڈامی نو یا کسی اور کھیل میں مصروف رہتے یا ایک دوسرے کو کہانیاں سناتے یا گیت گاتے میں اپنی میز پر قرآن شریف پڑھتے اور دعا کرنے یا کسی کتاب کے مطالعہ یا خطوط نویسی میں لگا رہتا۔ پہلے ہی دن سے وہ سب مجھے ایک خاص عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ میرا بستر اچھا دیتے۔ اور رومال وغیرہ دہر دیتے۔ اور میری نماز خوانی کے واسطے انہوں نے کمرے کے ایک کونے میں ایک پر وہ دار زاد یہ بنا دیا۔

ہندی خانہ میں تبلیغ اسلام { اسی طرح چند دن گزرنے کے بعد انہیں کامیابی ہوئی اور بندوں کا مسلا ہونا { اسپر میں پاس آ بیٹھا۔ اور

اسی طرح چند دن گزرنے کے بعد انہیں کامیابی ہوئی اور بندوں کا مسلا ہونا { اسپر میں پاس آ بیٹھا۔ اور

مذہب و طریق کیا ہے۔ اور یہ کیا کتا ہیں ہیں۔ جو کہ آپ مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ میں نے اسے دین اسلام سے آگاہی کی۔ اور دین اسلام کا پہلوان جو اللہ کریم نے اس زمانہ میں پیدا کیا ہے۔ اس کی خبر دی۔ اور کتاب فلسفہ مذاہب اسے پڑھنے کے واسطے دی۔ اس کتاب کا وہ مطالعہ کرتا رہا۔ اور میرے پاس بیٹھ کر باتیں سنتا رہا۔ آخر اللہ نے اسے قبول اسلام کی واسطے انشراح دیا۔ اور تیسرے یا چوتھے دن اس نے ذکر کیا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے دین اسلام میں داخل کر لیں۔ تب میں نے اسے مسلمان کیا۔ اور اسکا اسلامی نام حامد رکھا۔ اسکا خاندانی نام سترافورد تھا۔ اور اس کی تصویر رسالہ الشمس الاسلام میں چھپ چکی ہے۔ (جلسہ میں تصویر دکھائی گئی) قبول اسلام کے بعد برادر حامد کو ہر سچے اور مخلص مومن کی طرح اوروں کو تبلیغ کا شوق پیدا ہوا۔ کیونکہ بر خلافت دنیوی دولت مندوں کے جو اپنی دولت کو چھپاتے اور صندوق میں مقفل کرتے ہیں۔ دینی دولت مند فوراً صفت سخاوت سے بھی بہرہ ور ہو جاتا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ جو نعمت اسکو ملی ہے وہ اوروں کو بھی حاصل ہو۔ دنیا دار کی دولت دینے سے گھٹتی ہے۔ مگر دیندار کی دولت دینے سے اور بڑھتی ہے۔

حضرت ابی المکرّم استاذی المعظم مولوی حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مرد کامل اپنے حصول کمال کے راز کو سکھانے میں کبھی غفلت نہیں کرتا۔ الغرض برادر حامد نے اس کمرے میں اور رہنے والوں کو تبلیغ شروع کی۔ اور دو تین دن کے بعد ایک اور صاحب مسلمان ہوئے۔ جن کا نام حمید رکھا گیا۔ پھر اس کے بعد چند دنوں کے اندر برادران احمد اور محمود۔ اور محمد داخل اسلام ہوئے۔ اور چار پانچ ہفتے کے اندر کل تعداد پندرہ نو مسلمانوں کی اس بند خانہ کے اندر خدا کے فضل سے ہو گئی۔

قبل اسکے کہ میری اپیل منظور ہوتی۔ اوّل مجھے داخلہ ملک کی واسطے آزادی کی اجازت ملتی تھی۔ پھر ہفتے اس بند خانے میں رہنا پڑا۔ لیکن میرا کام جس کی واسطے میں امریکہ بھیجا گیا تھا۔ وہیں سے شروع ہو گیا۔ اور پوری کامیابی کے ساتھ اس کی ابتداء ہوئی۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ (باقیادہ)

غیر احمدیوں کا مقدمہ بلوہ

(۱)

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی

فہمان الذی اخری الاعدای

پیشہ

ناظرین فاروق کو معلوم ہے کہ میری اشعار کی منصوبہ بازیوں سے غیر احمدیوں نے قادیان میں ہمارے سلسلہ کے خلاف چند سالوں سے ہر سال جلسہ کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ اس جلسہ کی اغراض و مقاصد بجز احمدیوں کی دل آزاری اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خاندان پر دشنام باری کے اور کچھ بھی نہیں۔ یہاں کے عوام میں سبھی مہر دین نامی ایک غیر احمدی ہے۔ جو قادیان میں آتش بازی کی دوکان کر کے اس پاک کھائی سے اپنا پیٹ پالتا ہے۔ میری اشعار اس کو قادیان میں جلسہ کرنے کے لئے اس امر کی ضرورت تھی کہ خاص قادیان کا ہی برائے نام کوئی شخص آگے کیا جائے جس کے کندھے پر سوار ہو کر احمدیوں پر حملہ کرنا آسان ہو۔ تاکہ ناخواندہ وہاں نہ سمجھے جائیں۔ بنا بریں اس کام کیلئے مہر دین آتش بازی نے اپنی خدمات کو پیش کیا۔ یہ سمجھ کر کہ دنیاوی فلاح کا ذریعہ اس سے بڑھ کر اور کوئی ہو نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ کوئی پیشینہ اور گندھک رگڑنے سے کچھ دنوں نجات مل جائے۔

اس قحط الارجال کے زمانہ میں اس کی یہ درخواست ندوۃ امرتسر میں منظور ہو گئی۔ جس کے بعد نامبروہ نے بارود سازی کے کام کا چارج تو براہے چندے اپنے برادر خردادر والد بنرگوار مولوی گاماں صاحب کے سپرد کیا۔ اور آپ پٹانہ سازی کے عہدہ سے فارغ ہو کر احمدیان قادیان کے لئے پھلچڑیاں بنانا پر مامور ہو گئے۔

ریا کاروں کی اپیل اور اس جدید عہدہ کو ہاتھ میں لینے ہی بنالہ امرتسر کے خیر خواہاں اسلام و فدا کیاں ملت خیر الالام نے جناب والا کے نام سے ایک اپیل طبع کر کے تقسیم کی۔ تاکہ روپیہ پیسہ کی آمد ہو۔ جو کہ اس میدان آزار رسانی میں کام دیکے۔ اور اس اپیل میں ہمدردی اسلام کا جس درد دل سے اظہار ان ذات شریف کی طرف سے کیا وہ قابل دید ہے۔ آپ نے اپیل میں لکھا۔ کہ اے مسلمانوں

دیکھا کبھی آپ نے یہ سوچنے کی تکلیف بھی گوارا کی کہ اسلام سے آپ کے ملک میں آپ کے چند خود غرض بھائیوں نے کیا سلوک کیا۔ اور کتنا بھاری فتنہ برپا کر دیا ہے۔ میری مراد قادیانی مشن سے ہے۔ اس کو معمولی نہ سمجھو۔ ایک دن وہ آئینا لا ہے۔ کہ تکوین افسوس ملنا ہو گا۔ اور تم سے کچھ نہ بن پڑیگا ان لوگوں کا مشن غیر حاکم۔ لندن۔ ایٹس۔ سیلون۔ مالابار میں قائم ہے۔ آپ کی غفلت اور بے توجہی سے اس فرقہ نے اس قدر ترقی کر لی ہے۔ کہ لاکھوں تک اس کی تعداد پہنچ گئی ہے۔ آپ کو کبھی مرزائی اخبارات کو دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ کہ کس قدر آپ کے بھائی آپ سے علیحدہ ہو رہے ہیں۔ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں مگر آپ کے کان پر جوں تک نہیں رہتی ہیں (مہر دین) نہیں سچ کتا ہوں۔ کہ جو حالات ہم یہاں قادیان میں دیکھتے ہیں تم میں سے

اگر کوئی شخص دیکھے جس کے دل میں ذرا
بھی اسلام کی محبت ہو۔ تو اس کی نیند حرام
ہو جائے۔ کھانا پینا بھول جائے اور
دنیا کی تمام راحتیں اسکے لئے تلخ ہو جائیں
تھیں کیا معلوم ہے کہ ہم یہاں کیا
مصائب اٹھا رہے ہیں۔ اور کس طرح
پتھر کا کلیجہ بنا کر یہاں دن بسر کر رہے
ہیں۔

اے برادران اسلام اٹھو خواب
غفلت سے بیدار ہو۔ اس ڈوبتے
ہوئے اسلام کی کشتی کو کنارے لگاؤ

اس وقت کی تنہائی ضرورت نہیں۔ صرف
روپیہ ہی سے اسکا نساو ہو

سکتا ہے۔ آجکل کے زمانہ میں ذہنی
سے تمام مشکلات کی عقدہ کشائی ہو
سکتی ہے۔ ایسے ابتلاؤں والے خطرناک

زمانہ میں ذہنی محبت نہ لگا کر اس کو
(بدست ہر دین تشباز) قربان کر دو۔

اور اس دنیا و دنی کے بدلے عاقبت
کی دائمی راحت حاصل کر دو۔ (جس کے

ضامن اور ٹھیکیدار واحد محتار آج
قادیان کے شمالی گوشہ کے کارخانہ آتشباری

کے پردہ پر ایڑھ عامی دین مبین و حافظ شریعت
خیر المصلحین و مصلح امت شفیع المذنبین

و غفرار ملت قائم البقیۃ جناب مولوی
چودھری ہر دین صاحب با تقاہ ہیں) اس

انجن کا (جسکا تمام لیں دین آمد و خرچ ریٹر
و کتب عالیجناب محی الدین چودھری مولوی

عہ الدین صاحب کے گھر میں محفوظ رہیگا)
ارادہ ہے کہ قادیان میں زبردست علماء

رہے جائیں۔ اور ایک مدرسہ جاری کیا جائے
ایک اخبار نکالا جائے۔ اور مرزا یوں کی

طرح یہاں سے مبلغ باہر تبلیغ کے لئے
بھیجے جایا کریں۔

دوستو! سب کام قوم کی امداد پر
منحصر ہے۔ اسلئے حوصلہ کرو۔ اس کی امداد

کر دو۔ رقم کی کمی بیشی کا خیال نہ کرو۔ اگر رقم
کم ہو تو ٹکٹ ہی ٹکٹ نفاذ میں بند کر کے

۱۱ سال کر دو۔ ترسیل زینبام سکرٹری
انجن ہونی چاہئے۔

(جل جلالہ فاروق)

اللہ اللہ۔ کیا دردناک پس ہے۔ اور کیا اندوہ
وہ دل ہے۔ جس کی کر کو دین کے غم نے توڑ دیا ہے۔

رکستہ رنج و الم کے پہاڑ احمدیوں کی اسلام پر حیرہ
دستی دیکھ کر اور دین محمدی کی تازک حالت کا اندازہ

کر کے اس آتشباز کی نہی سی جان پر سنگ باری
کر رہے ہیں۔ آہ کیا غمناک وہ سینہ ہے جو اس تازک

زمانہ میں اسلام کی محبت کا ایک گنجینہ ہے۔ آج دنیا
کی آنکھیں ایسے وجودوں کے دیکھنے کو ترس رہی

ہیں۔ کس ملک میں ایسی ہستیاں پائی جاتی ہیں۔ جو
اسلام کی خاطر اپنے ایسے زرخیز کارخانہ کو جو مخلوق

خدا کے مال کو جہنم زدوں میں آگ لگا کر رکھ کر دینے
والا ہو۔ چھوڑ کر احمدیان قادیان کے ہاتھ سے اسلام

کو تباہی سے بچائے اور اسلام کی ڈوبتی کشتی کو
کنڈہ یادیکر داب تلاطم سے نکال کر باہر لے جائے۔

یہ دجو و دجملہ نقاب عالیجناب مولوی ہر دین صاحب
ہی کا ہے۔ جو رات دن قادیانیوں کے اسلام پر

مظالم دیکھ دیکھ کر کانٹوں پر رات بسر کرتے اور
آتشکدہ میں دن گزارتے ہیں۔ کیا خوش نصیب ہیں

وہ والدین جن کے شکم و صلب سے ایسا ماہ متور
پیدا ہوا۔ جو خود غرض قادیانیوں کے ہاتھ سے آج

اسلام کو بچا کر چار دانگ عالم میں دین کا ڈنکا بجائیوا
ہے۔ جس کا روشن اور عالی و ماغ ایسی ایسی یکم کانتا

ہے۔ جس کی تمہارے خلیفہ روم اور شاہ ایران
اور امیر کابل ہیں۔ وہ چاہتا ہے۔

کہ قادیانیوں کی جیسا ایک دارالعلوم اور ثانویات

انڈیا جیسا ایک اخبار اور روحی غوالی جیسے صوتی اور فخر زاری
وامام شوکانی جیسے شکم امام شافعی وامام محمد جیسے فقیر۔

ابو داؤد و بیہقی جیسے محدث اپنی پاک صحبت میں رکھ کر
طیار کر کے انکو اشاعت اسلام کے لئے اطراف عالم میں

بھیجے۔ اور خاص قادیانیوں کی زبان بندی کے واسطے
اوتسری جیسے علامہ اور درہنگی جیسے کلدار مولوی پیدا

کر ڈالے۔ بھلا بتلاؤ۔ یہ ہمت۔ یہ عزم۔ یہ حوصلہ۔
یہ ارادہ۔ یہ تمنا۔ آج تک تم میں سے کسی کو بھی نصیب

ہوا۔ کیا دیوبندی۔ کیا سہارنپوری۔ کیا دہلوی۔ کیا لاہوری
کیا غزنوی۔ کیا سیالکوٹی۔ وغیرہ وارث الانبیاء۔ یا کاتبیاء

بنی اسرائیل کے مصداق بننے والوں میں سے کس کو یہ
توفیق ملی۔ جو آج انکے پیشرو بڑے حضرت مولوی چودھری

مہر الدین صاحب داروگر نے پائی۔ بہر حال اس اپیل نے
کوئلہ پینے والے سیاہ ہاتھوں کو چند دنوں میں سرخ

و سفید کر دیا۔ کھد کر کا کرتہ اتر دیا۔ دہا دیدار گہروں کی
قمیص اور سنگ کا کوٹ بنوا دیا۔ لوگوں میں سکرٹری انجن

اسلامیہ قادیان کا لقب مشہور کر دیا۔ جس کے بعد مولوی
چودھری مہر الدین صاحب نے چار پانچ سال سے ایک

جلسہ کی قادیان میں بنیاد ڈالی۔ اور اس جلسہ کی غرض
و غایت کا اس اپیل میں پورا اظہار کر دیا۔ کہ یہ خود غرض

قادیانیوں کے اور جو رستم کے جواب میں ہوتا ہے۔ جو
آتشباز مولوی صاحب رات دن قادیان میں رہ کر

بیشم خود ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اور اس غم میں سوکھ کر
چوتھرہ بن گئے ہیں۔ اور اب ان مرزائیوں کا قلع قمع کرنے

پر آمادہ ہو گئے ہیں۔

غیر احمدیوں کا تذکرہ اور لطائف
۳۱ اپریل ۱۹۲۳ء ہوا۔ جس میں علامہ سواد آئے اور اپنے

اغراض کے مطابق بدستور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام و
پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت

خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حق میں گندے سے گندے
الفاظ بول کر اور ناپاک سے ناپاک اغراض جو آریہ۔ یہودی

دیگر انبیاء علیہم السلام پر عموماً اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر خصوصاً کرتے رہتے ہیں۔ کر کے چلے گئے۔ ۲۰ اپریل کی

درمیان شب میں رات کو ۱۲ بجے کے قریب ہمارا جلسہ جو ان غیر احمدی علماء کے اعتراضات کے جواب میں ہر روز رات کو مسجد اقصیٰ میں ہوا کرتا تھا ختم ہوا۔ اور بیرون قصبہ والی آبادی کے رہنے والے احمدی واپس اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے۔ جنہیں میں بھی تھا۔ جاتے ہوئے جب ہم غیر احمدیوں کے جلسہ گاہ کے قریب سے گزرے تو وہاں ان کے جلسہ گاہ میں ۲۵ غیر احمدی کچھ سیچ کے اوپر کچھ نیچے دو تین احمدی لڑکوں کو گھیرے ہوئے گالیاں دے رہے تھے۔ کسی شخص نے مجھے وہاں سے گزرتے دیکھ کر کہا کہ یہاں ایک دو لڑکے احمدی گھرے ہوئے ہیں۔ اور غیر احمدی اُچھڑ گنوار اور جاہل انکو گھیرے ہوئے کچھ نہ ہی چھیڑ چھاڑ کر کے سخت فحش گالیاں دے رہے ہیں۔ اور ان کا ارادہ ہے کہ وہ انکو ماریں۔ آپ ان لڑکوں کو جا کر نکال لادیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ پٹ جائیں۔ میں نے وہاں جا کر دو تین لڑکوں کو دیکھا کہ واقعی ۲۵ آدمیوں نے انکا اعلا طر کر رکھا ہے۔ اور حضرت صاحب خلیفہ مسیح ایدہ اللہ کو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بنایت گندی گالیاں دیکر لڑکوں کو مشتعل کر رہے ہیں۔ اور عنقریب وہ ان لڑکوں کو مار نیکے۔ میں نے ان لڑکوں کو بمشکل اس زمرہ میں سے نکل کر اپنے اپنے گھر جانے کی آواز دی۔ مگر غیر احمدی انکو چھوڑتے نہ تھے۔ اور گالیاں دینے میں بڑھ رہے تھے۔ اپنے سختی سے لڑکوں کو کہا کہ تم مدت بولو ایسا نہ ہو کہ تکرار ہو جائے۔ اور حضرت صاحب سخت ناراض ہونگے۔ کہ تم کیوں وہاں گئے۔ جبکہ جلسہ گاہ میں جانے کی ممانعت ہے۔ میرے اس کہنے پر وہ لڑکے بڑو اؤں میں سے نکلنا چاہتے تھے۔ مگر وہ نکلنے نہ دیتے تھے۔ تاہم وہ نہایت وقت سے میرے اور جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب کے کہنے پر اؤں میں سے نکل آئے۔ تب ہم اپنے گھر کی طرف چلے گئے۔ جلسہ گاہ سے تھوڑی دور پر ہم پہنچے ہونگے۔ کہ پھر سیچ پر تکرار کیا آواز آئے لگی۔ جتنے پھر ایسی جگہ جانا مناسب نہ تھا کہ کہیں ہم پر کوئی حملہ نہ کر دے۔ ہم سیدھے

اپنے گھر چلے آئے۔ غیر احمدیوں کا جلسہ ہمارے جلسہ سے کچھ قبل ختم ہو چکا تھا۔ اور ہمارا جلسہ اؤں کے تھوڑی دیر بعد ختم ہوا تھا۔ جس میں میرا آخری لیکچر تھا۔ جو قریب ۱۲ بجے کے ختم ہوا۔ یہاں تک پہنچے دیکھا تھا۔ اس وقت ہمیں معلوم نہیں ہوا کہ کس کے ساتھ کس کی لڑائی ہوئی۔

جلسہ آخری دن : میری ڈیوٹی یہ تھی کہ میں
اؤ افسران کی رونگی
غیر احمدیوں کے جلسہ میں رکاری افسران نگران جلسہ کے

ہمراہ رہوں۔ اور جو کچھ غیر احمدی علماء جلسہ گاہ میں ہمارے سلسلہ اور ہمارے پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفہ ثانی کے متعلق گندہ دہانی اور دشنام دی کریں۔ اس کے متعلق حکام کو توجہ دلاتا رہوں۔ حسب دستور اس ڈیوٹی پر میں ۳۰ اپریل کو صبح حاضر ہوا۔ جلسہ گاہ میں جب افسران بالا پہنچے ان کے ساتھ ہولیا۔ وہاں جا کر دیکھا کہ کثرت سے لاشیوں والے غیر احمدی جلسہ گاہ میں موجود ہیں۔ مجسٹریٹ صاحب جلسہ نے فوراً ان لاشیوں کو جوالہ پولیس کر دینے کا حکم دیا۔ پولیس نے اسی وقت سب لاشیوں کو ان سے لیکر جمع کر لیا۔ جو قریباً چار پانچ سو ہونگی۔ جن کا بہت سا حقہ ان کے سیچ پر سے لیا گیا تھا۔ ۱۲ بجے دوپہر کے جلسہ ختم ہوا۔ اور یہ آخری دن جلسہ کا تھا۔ بعد ۱۲ بجے کے افسران کھانا کھا کر موٹر پر سوار ہوئے۔ اور گورداسپور کو چلے گئے۔ اس وقت تک مجھے نہ کسی افسر پولیس نے نہ مجسٹریٹ صاحب نے پوچھا۔ کہ تم نے رات کو کوئی ہنگامہ بلوہ دیکھا ہے یا نہیں۔ نہ مجھے اسکا پورا علم ہوا تھا۔ کہ رات کو کیا ہوا۔

ہم اپریل کو پولیس کی تعینات
جلسہ کے اختتام کے بعد افسران بالا کو روانہ کر کے میں اپنے مکان پر واپس آ گیا۔ ۳۰ اپریل کو معلوم ہوا کہ کل جو تکرار ہوا تھا۔ اس میں حسب مصلحت

و مقتضای وقت بشورہ درہنگی و امرتسری وغیرہ ملایان اس خاکسار اور مکرئی میر محمد اسحاق صاحب کا نام بھی دیا گیا ہے۔ کہ یہ بلوہ کرنے کی نیت سے ایک فوج کا مسلح دستہ لیکر غیر احمدیوں کے ہونڈلار کین اور نامور ماہلوں پر جو خاص اہتمام سے سائبان کے نیچے شب بسر کرنے کے لئے کس مہرسانہ حالت میں فرماتے تھے۔ شیخون مارنے آئے اور انہوں نے فائر کا آرٹھ دیا۔ تب ان پر دھڑا دھڑا گولی اور لاٹھی چلنے لگی جس سے کئی غیر احمدی مسافر جو خاص شہرت یافتہ تھے اندھ جن کی کئی سال سے احمدیوں کو تلاش تھی۔ زخمی ہوئے آج رپوٹ کنندگان کی طرف سے حملہ آور بلوائیوں کی شناخت ہو گئی۔ اسلئے آپ کو یہی پولیس نے بلایا ہے۔ پانچ بجے کے قریب ہائی سکول کے سامنے گرد و غبار میں تمام سکول کے لڑکوں اور اکثر احمدیوں کو عموماً اور جن جن حملہ کنندگان کے نام بتائے گئے تھے۔ انکو خصوصاً جمع کیا گیا۔ اور ٹھاکر فتح سنگھ صاحب ہیڈ کنسٹیبل نے تین شخصوں کو بلا کر ان سے شناخت کرائی۔ اور سنا گیا کہ تین وہ معزوب ہیں جن کو جلسہ گاہ میں احمدیوں نے مار مار کر ڈنہ بنا دیا تھا۔ جن کے نام یہ بتائے گئے۔ معزوب مسیح یا غلط۔ خیر دین جٹ۔ محمد دین آرائیں۔ فقیر اجلا۔ اول الذکر نے ۳۰ ایسے لڑکوں کو ہاتھ لگایا۔ جو جلسہ غیر احمدیان کی طرف منہ کر کے بھی نہ گزرتے تھے۔ اور باقی دو نامبرہہ بزرگان نے کسی کو شناخت نہیں کیا۔ چودھری مولانا ہرالدین صاحب کو ٹھاکر صاحب نے بلایا۔ کہ وہ بھی اگر بلوہ کرنے والوں کی شناخت کرے۔ تو چودھری صاحب مدوح نے جواب کھلا بھیجا کہ میں قادیان میں نہیں ہوں۔ شناخت کروں گا۔ اور یہ اسوجہ سے کہ ہونڈلکس شوری میں یہ فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ کہ مولانا چودھری ہرالدین صاحب جو قادیان کے احمدیوں سے قطعاً ناواقف ہیں کس کس احمدی پر انکو ٹھاکر لگائیں۔ کہ یہ حملہ آور اور بلوائی ہیں۔ سوچ بچار کہ ہاتھ ڈالنا چاہیے۔ اسلئے آپ نے یہ غدر کر دیا۔ کہ مجھے پولیس

اشاعت قیمت فی نسخہ صرف - ار علاوہ محصول ڈاک
 اس میں دیانتدی ویدوں پر
 { دس فائز ایسے چلائے گئے
 ہیں۔ جن سے ویدوں کے اہامی
 ہونے کا دعویٰ جڑ بنیاد سے اکھڑ گیا ہے۔
 اسکے پھوٹ لکھنے والے آریہ کو دوسرے روپیہ
 انعام کا وعدہ ہے۔ بالکل نئے دلائل چھوٹے
 استدلال ایسے عام فہم پیرایہ میں بیان کئے گئے
 ہیں کہ تھوڑے سے علم والا انسان بھی ان کو
 بوجھ سمجھ سکے۔ اور پھر خود بھی اس شین کو چلا کر
 آروں کو بنیاد دکھائے۔

قیمت صرف ۴ علاوہ محصولہ اک۔

صاعقه ذوالجلال
اسمیں

دیانتدینیوگ کا شرمناک حال ہے

آریوں نے عیسائیوں کی تہ چاٹ کر
بڑے زور شور سے حضرت زینب ام المومنین
کے نکاح پر جو حضرت زید سے پہلے بیاہی گئی
تھیں۔ اور ان کے طلاق دینے پر حضور انور
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجیت کا شرف بخشا
تھا۔ اعتراض کیا ہے۔ اسکا مفصل مکمل مدلل
تحقیقی ایسا جواب دیا گیا ہے۔ کہ جس کے جواب
الجواب کی آریوں کو ہمت نہ ہوئی۔ اور نہ آئندہ
انشاء اللہ ہوگی۔ دیانندی نیوگ کا ایسا مکمل
ٹوٹ کھینچا گیا ہے۔ کہ پڑھ کر آریہ مارے شرم
کے پانی پانی ہو جائیں۔ پھر آگے آریہ سماج
کی موت پر آریوں کی تحریریں درج ہیں۔ آگے
آریوں کی بدزبانی پر حکام سرکاری کے فیصلہ نقل
کر کے خود آریوں کی گواہی ان کی بدزبانی پر پیش
کی گئی ہے۔ آخر میں آریوں کے گورنمنٹ
دیانت کا خط نقل کیا ہے۔ جو ہندو مت کو مٹانے

انیسویں صدی کا ہشتی { جس سے عام پتلاک
یعنی دیانتہ کی پراسرار زندگی } ناواقف اور دیانتہ
آریہ بے خبر تھے۔
یہ پیدائش سے لیکر
مرنے تک کے تمام شرمناک واقعات جو پراسرار
عجائبات ہیں۔ اور جن کو آریہ چھپاکہ اپنے گور و
کی پراسرار پوشی کرتے تھے۔ جن سے ہندو دیانتہ
جو پراسرار طبیعت اور مصلح ہونا تو درکنار ایک شریف الطبع
انسان ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ خود دیانتہ اور
اسکے چلیوں کی مسلمہ تقریروں سے بھلی کی روشنی
میں لاکر دکھائے گئے ہیں۔ اس کتاب کے دس
باب ہیں۔ ہر ایک باب آریوں کے لئے ہم کا گولہ
ہے۔ اور یہ وہ مضمون ہے۔ جس کو بذریعہ لیکچر
خاکسار نے لاہور۔ راولپنڈی۔ گجرات۔ گوجرہ۔
سرگودھا۔ لائل پور وغیرہ مقامات میں ہزاروں
کے مجمع میں بیان کیا تھا۔ اور اب اسکو مکمل طور
پر اس کتاب میں لکھ دیا ہے۔ لکھائی نفیس۔
کاغذ اعلیٰ۔ پائسل رنگدار۔ مگر بغرض فائدہ عام و کثرت

اپنے مرنے کے بعد دوسری جون میں جا کر اپنے
 چیلوں کے نام بھیجا ہے۔ یہ خط نہایت دلچسپ
 اور قابل دید ہے۔ دو حصوں میں یہ کتاب شائع
 ہوئی ہے۔

قیمت ہر دو صدہ صرف ۷۷ علاوہ محصولہ اک۔

تصديق كلام رباني

آریوں کے ایک بد زبان پتھرت سکنتہ سکنتہ آباد
نے مسلمانوں کے بانی کی کہانی نام سے ایک کتاب
شائع کی جس میں اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم
پر نہایت ناپاک اور کینہہ اعتراض کئے گئے تھے۔ اس
کے جواب میں یہ لاجواب کتاب لکھکر عیسائیوں اور
غیر قوموں کی شہادت سے محققانہ تمام اعتراضات
آریہ رد کر کے ایسی لاجواب کتاب لکھی کہ آریوں کو
بھر جواب کی ہمت نہ بیڑی۔

(قیمت عمر علاوه محصول اک)

شدھی کی شدھی (شدھیوں کی حقیقت بخانی
آریوں کی تین شرم ناک
یا خیمہ روپیہ و لچبپ ایسی کہ شروع کرنے پر بغیر
ختم کئے روٹی کھانی پانی پینا ناگوار ہو جائے۔
قیمت صرف ۶ علاوہ محصولہ اک۔

کے بعد توحید کا ایمینہ { اس میں آیوں کی توحید کی فلسفہ
زبردست نقل و سیلوں سے جو آیوں کی مسئلہ کتابوں کی ہیں۔
آریہا بشور یعنی دیانندی خدا کا حلیہ اور نقشہ بتایا گیا
ہے۔ قیمت صرف ۲ روپے علاوہ محصولہ آکا۔

نصفیہ نہ باندھ اند (رسالہ لکھ کر اپنی پردہ دری کی تہی اس میں
اس کے اس رسالہ کا دندان شکن تہ کی بہ ترکی جواب دیا گیا ہے۔
قیمت صرف ۱۰ علاوہ محصول ڈاک۔

ازالہ اشکوک { ایک آریہ نے اسلام پر بیٹھی اعتراض کر کے
اپنی فطرت کا اظہار کیا تھا۔ اس رسالہ

مگر سزا سزا کا بھی داراۓ ملکی و قلمی ایسا جواب دیا ہے کہ در شمس میدان سے بھاگ گیا۔ قیمت صرف ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵،